47190-کیا کسی خیراتی تنظیم جو یتیموں کی کفالت کرتی ہو کو مال دینے وال شخص بھی یتیم کی کفالت کرنے والا شمار ہوگا

سوال

میں ایک خیراتی تنظیم میں ایک یتیم کی کفالت کرتا اور تنظیم کو ماہانہ دو سو ریال ادا کرتا ہوں جو تنظیم کے ذریعہ یتیم کی والدہ کو دیا جاتا ہے میں مال کی ادائیگی کے علاوہ بچے کی کسی بھی چیز کا مسؤل نہیں، تو کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے تحت شمار ہوگا : میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ہونگے "اس بارہ میں میری راہنمائی فرمائیں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

یتیم کی کفالت ان اعمال صالحہ میں سے ہے جو شریعت اسلامیہ نے ہمارے لئے مندوب قرار دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ جنت میں داخل ہونے کا سبب بلکہ جنت کے اعلی درجات کے حصول کا باعث ہے، اور مومن کو اس کا شوق دلانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ ذیل فرمان ہی کافی ہے :

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہونگے اور انہوں نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا" صحیح بخاري حدیث نمبر (5304).

ابن بطال رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(جس نے بھی حدیث سنی اس کا حق ہے کہ اس حدیث پر عمل کرے تا کہ وہ جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل کر سکے) اسے ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے فتح الباری میں نقل کیا ہے دیکھیں : فتح الباری (436/10).

دوم :

یتیم پر مال خرچ کرنے کے متعلق خصوصی حدیث وارد ہوئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"یقینا یہ مال بڑا میٹھا اور پیارا ہے لھذا وہ مسلمان اچھا اور بہتر ہے جس نے اس مال سے مسکین اور یتیم اور مسافر کو دیا" او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم. صحیح بخاري حدیث نمبر (1465) صحیح مسلم (1052).

لیکن یتیم پر یہ مال خرچ کرنا ہی مکمل کفالت نہیں جو شریعت نے ہمارے لئے مندوب کی اور اسے سر انجام دینے والے کو جنت میں یہ عظیم مرتبہ دینے کا وعدہ کیا ہے بلکہ یہ اس کی ایک حصہ اور نوع ہے، اور مکمل کفالت یہ ہے کہ یتیم کی دیکھ بھال اور اس کی دینی اور دیناوی مصلحت کا خیال کرنا اور اس کی تربیت و پرورش اور یتیمی ختم ہونے تک اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا شامل ہے.

ابن اثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

یتیم کی کفالت کرنے والا شخص وہ ہے جو اس کی تربیت کرے اور اس کے معاملات کی دیکھ بھال کرے. دیکھیں : النھایۃ (192/4).

اورجب امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب ریاض الصالحین میں یتیم کی کفالت کرنے والے شخص کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا کہ وہ اس کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والا ہے، تواس کی شرح کرنے والا یہ کہتا ہے :

(دینی اور دنیاوی امور میں یتیم کی دیکھ بھال کرنا اور وہ اس کا نفقہ اور لباس وغیرہ برداشت کرکے). دیکھیں : دلیل الفالحین (103/3).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(یتیم کی کفالت یہ ہے کہ : اس کی دنیاوی اور دینی اصلاح کے کام کرنا جس سے اس کے دین کی بھی اصلاح ہو اور اس کی دنیا کی بھی اس کے دین کی اصلاح اس کی تربیت اور پرورش اور تعلیم و تعلم اور راہنمائی وغیرہ کرکے، اور اس کی دنیا کی اصلاح اس کا کھانا پینا اور رہائش کا انتظام کرنے سے ہوگی) دیکھیں : شرح ریاض الصالحین (113/5).

اور یتیم کی کفالت کے معنی میں یتیم کی دینی اصلاح اور اس کی تربیت اس کے دنیاوی اور مادي مصلحتوں سے کم نہیں بلکہ یہ اولی ہیں، جس طرح باپ کا اپنے بچوں کی تربیت کرنا اور انہیں ادب سکھانا صرف ان پر خرچ کرنے سے زیادہ عظیم ہے اسی طرح یہاں بھی.

شیخ ابن سعدی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(جس طرح جب انہیں تم کھلاؤ پلاؤ اور انہیں لباس پہناؤ اور ان کے جسم کی تربیت کرو تو تمہیں اس پر اجر و ثواب حاصل ہوگا، اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے جب آپ ان کے دلوں اور ان کی روحوں کی نفع مند علوم اور سچے معارف اور اخلاق حمیدہ اور اس کے خلاف کاموں سے بچنے کی راہنمائی کرو تو اس پر اجر و ثواب حاصل ہوگا) دیکھیں : بھجۃ قلوب الابرار (128).

یتیم کی حقیقی کفالت یہ ہے کہ اس کی تربیت اپنے بیٹے کی طرح کی جائے اور اس پر شفقت اور نرمی کرنے میں کسی قسم کی کمی اور کوتاہی نہ ہو اسے اچھا ادب سکھایا جائے اور اس کی تعلیم بھی اچھی ہو. دیکھیں : فیض القدیر للمناوی (108/1).

اور عراقی رحمہ اللہ تعالی نے اس سے یہ نکالا ہے کہ یہ معنی ہی جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرافقت کا راز ہے ان کا کہنا ہے کہ :

(یتیم کی کفالت کرنے والے کا... لگتا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے، جنت میں اس کے مرتبہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کہ نبی کی شان یہ ہے کہ وہ ایسی قوم کی طرف مبعوث ہوتا ہے جو اپنے دینی معاملات کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے تو نبی ان کی کفالت کرنے والا اور ان کا معلم اور راہنما ہوتا ہے، اور اسی طرح یتیم کی کفالت کرنے والا بھی اس کی کفالت کرتا ہے جو اپنے دینی م معاملات کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتا، بلکہ وہ اپنے دنیاوی معاملات سے بھی بے خبر ہوتا ہے تو وہ اس کی راہنمائی کرتا اور اسے دین سکھاتا ہے اور اس کی تربیت کرکے ادب سکھاتا ہے) اسے حافظ رحمہ اللہ تعالی نے فتح الباری میں نقل کیا ہے. دیکھیں : فتح الباری (437/10).

پھر صرف خرچہ پر ہی اکتفا کرنا اور خاص کر یہ کہ جگہ کی دوری ہو تو بندہ کے دل کی نرمی اور ضروریات پوری کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب سے محروم رہتا ہے وہ یہ کہ یتیم پر شفقت اور نرمی اور اسے اپنے ساتھ ملانا، حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یتیم کے نزدیک ہو اور اس کے سر پر ہاتھ رکھو، اور اپنے کھانے میں سے اسے کھلاؤ کیونکہ یہ تمہارے دل میں نرمی پیدا کرے گا اور تمہاری ضرورت کا پالے گی" دیکھیں : السلسلۃ الصحیحۃ (854).

حاصل یہ ہوا کہ یتیم کی کفالت کا سب سے اعلی ترین مقام اور درجہ یہ ہے کہ اسے اپنے بچوں میں ملائے اور ان کی تربیت جیسی ہی یتیم کی بھی تربیت کرے اور جس طرح اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے اس پر بھی اسی طرح خرچ کرے.

اور اگر کفالت کرنے والے کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ یتیم کو کافی ہو، یا پھر یتیم کے پاس مال ہو جس سے وہ مستغنی ہو سکتا ہے، اور اس شخص نے اسے اپنی اولاد میں ملا لیا تو اگرچہ یہ پہلے درجہ سے کم ہے لیکن کفالت کے معانی اور عظیم مقاصد میں سے ہے.

حتی کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(یہ فضیلت تو اسے حاصل ہوتی ہے جو اپنے مال سے یتیم کی کفالت کرے یا پھر شرعی ولی ہونے کے ساتھ یتیم کے مال سے ہی اس کی کفالت کرے) اسے ابن علان نے دلیل الفالحین (104/3) میں نقل کیا ہے.

لھذا اگر انسان کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ یتیم پر خرچ کرے جیسا کہ سوال کرنے والے کی حالت ہے، تو یہ بھی ان شاء اللہ خیر و بھلائی ہی ہے، اور یہی کافی ہے کہ وہ مال و دولت اور اس پر کنجوسی اور بخل کے فتنہ سے محفوظ ہو گیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرط کو ادا کر دیا.

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"جس نے اس مال میں سے مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا"

لیکن یہ یتیم کی مکمل کفالت نہیں جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت میں مرافقت ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے، اور ہو سکتا ہے اخلاص نیت اور اردہ کی سچائی کی بنا پر وہ کچھ حاصل ہو جائے جو عمل کرنے سے رہ گیا ہو.

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تے تو آپ نے فرمایا :

"ہمارے پیچھے مدینہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جس وادی اور گھاٹی میں بھی ہم گئے وہ ہمارے ساتھ تھے انہیں عذر نے روک لیا" صحیح بخاری حدیث نمبر (2839)

واللہ اعلم.